

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (سے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے نمبر ۱۲ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب نیکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں نیکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں ✣

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک بات کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۳ اپریل ۱۹۲۶ء | نمبر ۱۷

غزل

بہت تڑپا رہی دل کو مرے فرقت مسیحا کی
نظر میں بس گئی جب سے مری صورت مسیحا کی

کوئی کہتا ہو دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی
ہوئی جب سے ہے مجھکو علتِ الفت مسیحا کی

جھلک آتی ہے آنکھوں میں رخِ پرنور کی ہر دم
لبھا لیتی ہے دلکو موہنی صورت مسیحا کی

رہیگی آئینۂ دل میں تصویرِ محب اپنے
بھریگا دم ہیں الفت کا دمِ رخصت مسیحا کی

مرے محبوب کو سولی پہ چھیدا میخ دھانے سے
سنائیں ہیں بھلا کس کس کو یہ کلفت مسیحا کی

دعا کی ظالموں کے حق میں عیسیٰ نے بھلائی کی
گنہگاروں پہ ہے کیسی عجب رحمت مسیحا کی

پس مردن نکلکر گور سے جنت میں جا پہنچا
سماں پر ہو گئی دو چند بس حشمت مسیحا کی

سہیں انہ مردانہ سے ایذا دار پر کیا کیا
کہ ہے تعریف کے قابل فقط ہمت مسیحا کی

کیا انساں کو پیدا اگلوں کو رنگ بخشا
عجوبہ کام کرتی ہے سدا قدرت مسیحا کی

درخت ہے کوہ ہوا ارض و سما بحر ہے دریا
ذرا دیکھو تو ہے کیسی عجب حکمت مسیحا کی

مسرت کا ہے ہنگامہ شراب عشق چلتی ہے
رہیگی گرم یوں ہی محفلِ عشرت مسیحا کی

گماں گھٹتا ہے دینِ عیسوی کا دمبدم کیسا
کہ بے ڈر جائیگی جنت میں بس امت مسیحا کی

فلک پر حمد کرتے ہیں ملائک سب مسیحا کی
زمیں پر سب بنی آدم میں ہے شہرت مسیحا کی

لگائینگے وہ دل اپنا نہ دنیا کے حسینوں سے
ازل سے ہو گئی جن کو منیرؔ الفت مسیحا کی

ولیم سنگھ منیرؔ

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوشش کیجیے۔

وحدت محضہ پر مناظرہ
(۴)

معلوم کی جو صورت ذہن میں ہوتی ہے وہ علم ہوتا ہے۔ سوای اس کے علم اور کچھ نہیں۔ علم امر اضافی ہے اور سوای دوسری چیز کے علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ ضرور ذہن میں ایک صورت مرتسم ہوگی۔ کیونکہ علم بغیر معلوم کے کسی طرح ممکن نہیں۔ اگر خدا کو علم ہے تو بتایئے کہ معلوم کیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ خدا عالم ہے اور اس کا علم قدیم ہے۔ پھر بھی دو قدیم نہیں بلکہ صرف ایک ہی قدیم ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ وہی عالم ہو۔ وہی علم اور وہی معلوم ہو۔ جب معلومات بھی قدیم ہیں تو خدا کسی طرح سے واحد قدیم نہیں ہو سکتا اور جب چیز موجود نہیں تو علم کیسے ہوگا؟

مولوی صاحب۔ آپنے مانا کہ توحید کے متعلق جو جو آیات قرآن میں ہیں وہ نور ات کے مطابق ہیں۔ تو ضرور آپ ہمارے مفہوم توحید کو مان گئے۔ اصل مسئلہ تو طے ہو گیا۔ اب تو خواہ مخواہ کا پانی بلوتا ہے۔ آپ وقت گذار رہے ہیں۔ دو دیہاتی اک تے سفر نوں ٹرے۔ اک نے دوجے نوں آکھیا بھئی کوئی گل سنا۔ اس نے کہیا مینوں کوئی گل نہیں آوندی۔ اودے آکھیا بھئی کوئی لمی کہانی ہی شروع کر دو۔ تاجو پینڈا مک جائے۔ یہ بھی ویسی ہی بات ہے۔ اب رہا یہ کہ اگر علم حضوری ہے تو خدا کا علم فعلی نہ ہوگا۔ یہ آپ کا دعوے ہے۔ اس لئے بارِ ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ اور یہ بات کہ اگر خدا کا علم حضوری ہے تو صورت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہم نے تو کہیں نہیں پڑھا۔ مگر یہ تو بتایئے کہ آپ کو اپنا علم حضوری ہے یا نہیں؟ آپ کی صورت آپ کے ذہن میں ہے یا نہیں؟ سب منطقی متفق ہیں کہ ہر انسان و حیوان کو اپنا علم حضوری ہوتا ہے۔ بغیر صورت کے۔ جواب دیجئے کہ آپ کو اپنا علم حضوری ہے یا نہیں؟ ہم متفق

ہیں کہ جب مادہ و روح نہ تھا تو خدا اکیلا تھا۔ آپ سمجھتے
ہیں کہ لہٗ کی ضمیر کس چیز کی طرف پھرتی ہے۔ آپ بتائیں
کہ ساون کے مہینہ میں جو بوندیں گرینگی اُن کا تصور و علم
خدا کو تھا یا نہیں؟ بوندیں حادث ہیں۔ پس خدا کا علم بوندوں
کے متعلق حادث ہوگا۔ خدا کے علم میں پیدایش سے پیشتر
بچے کا تصور ہے۔ اُسے مستقبل کا علم ہے۔ خدا اس صورت
کو جو علمی ہے وجود خارجی پہناتا ہے۔ وجودِ علمی اور وجودِ
خارجی دونوں کی ذاتیں الگ ہیں۔ اب یہ بات کہ خدا نے
کس کو کہا کہ ہو جا۔ میں کہتا ہوں کہ کل جو واقعہ ہونے والا
ہے وہ آج خدا کے علم میں ہے۔ اس سے توحید پر کیا اعتراض
آتا ہے؟ (یہاں پھر آپ نے ظفر کا ایک شعر پڑھ دیا اور
کہا کہ) شے کا اصلی ترجمہ اگلی باری میں کرونگا۔

پادری صاحب۔ مولوی صاحب کا طرزِ عمل
و کلام عوام الناس کو غلط فہمی میں ڈالنے والا ہے۔
مجھے لوگوں پر اثر ڈالنے کی عادت نہیں۔ اگر آپ ہی سمجھ لیں
تو میرا مقصد پورا ہو گیا۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم حضوری کی تعریف یہ ہے کہ چونکہ
خدا علت العلل ہونے کی وجہ سے اپنا علم رکھتا ہے۔
اس لئے وہ اپنے معلومات کو بھی جانتا ہے۔ اگر میں اپنے
آپ کو جان لوں تو کیا یہ ضرور ہے کہ آپ (مولوی صاحب)
کو بھی جان لوں! پھر یہ جاننا علم نہیں بلکہ واقفیت ہو
آپ تو محض واقفیت کے گواہ ہیں۔ تعجب ہے کہ آپ
خدا کے علم کو حادث بھی کہتے ہیں اور قدیم بھی۔ ایک
چیز ازل سے موجود بھی ہے اور قدیم بھی نہیں یہ کیا بات
ہے؟ آپ نے خدا کے علم کو ازلی مان کر تمام موجودات کو
ازلی مان لیا۔ آپ کی تقریر سے ثابت ہے کہ خدا کے
علم میں ہونے سے سب چیزیں ازلی و قدیم ہیں۔ آپ
آریوں کی کیا تردید کرینگے؟ مولانا میں آپ ہی کے الفاظ
میں کہتا ہوں "کہاں گئے سسرے منطقی"؟ یہ ہیں
جو تعریف دوری کے قائل ہیں۔ قرآن بتاتا ہے کہ خدا
اکیلا قدیم نہیں۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْن۔

اب آپ ہی بتائیں کہ لہٗ کی ضمیر کدھر پھرتی ہے؟
آپ نے ایک پنجابی مثل بیان کر دی۔ میں پنجابی زبان
کو نہیں سمجھتا۔ اگر سمجھ سکتا تو اُس کہاوت کا بھی جواب
دیتا۔ مولوی صاحب اسی آیت سے تثلیث ثابت ہے
آپ تو کہیں گے کہ سب قدیم ہیں۔

مولوی صاحب۔ آپ نے مجھ پر الزام لگایا کہ
میں نے غلط فہمی پھیلائی۔ عیسائیوں پر اثر ڈالنے کی آپکو
ضرورت ہے کہ پادری خوش رہیں۔ آپ نے کہا کہ
خدا کا علم حضوری یہ ہے کہ کسی معلوم کی صورت ذہن
میں مرتسم ہو۔ یہ حضوری علم کی تعریف نہیں۔ آپ نے مطلق
علم کی تعریف کی ہے۔ علم حضوری کی صورت دماغ میں
کیسے ہے؟ آپ نے کہا کہ اس آیت سے نہ صرف دو بلکہ
تین نکلتے ہیں۔ ذرا تفصیل کیجئے اور کن فیکون سے
تثلیث نکالئے۔ شے عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ مصدر
ہے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس جگہ اور کہاں آیا۔ بیضاوی
کے مطابق شے بمعنی مشیٔ ہے۔ یہاں شے بمعنی اسم مفعول
ہے۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا۔ الخ یعنی ہر چیز جس کا وجود چاہا گیا ہوا ہے
خدا کہتا ہے "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے۔ کہنا، کی طرح اسے سامان
کی ضرورت نہیں۔ خدا نے علمی وجود کو خارج میں موجود ہونے
کا حکم دیا۔ خدا اُس علمی وجود کو جو ذہن میں کہتا ہے کہ ہو جا۔
یہ تو محدثانہ معنی ہیں متکلمانہ معنی اور ہیں۔ شے بمعنی
مشیٔ ہے۔ جو بارش اگلے ساون میں ہوگی وہ خدا کے
علم میں ہو رہی تھی اُسے کہا کہ تو ہو جا۔ کیا آپ کا مذہب ہے
کہ خدا یہ بات کسی موجود شے کو کہتا ہے؟

پادری صاحب۔ مولانا کو ہمارے مذہب کے
ساتھ مقابلہ کرنے کا چسکا ہے۔ مولانا! ہم میں توحید
کے متعلق کوئی نزاع نہیں۔ صرف اُس کے مفہوم میں
فرق ہے۔ آپ وجود ذہنی   خارج میں مابہ الامتیاز
بتائیں۔ یہ تو آپ نے کہہ دیا کہ وہ وجود جو خدا کے علم میں
تھا اُسے کہا کہ ہو جا۔ مگر آپ نے علمی وجود کی تعریف
نہ کی۔

اب رہا آپ کا یہ کہنا کہ شے بمعنی مشیٔ ہے یعنی بمعنی
مفعول۔ یہ تو مطلب یہ ہوا کہ خدا اُس چیز کو جو کہ موجود
ہے کہتا ہے کہ اے چیز تو وجود میں آ۔ مولوی صاحب آپ
منطق اور فلسفہ کے خلاف تو ضرور ہی بولینگے۔ جبکہ ان
سے ایسی نفرت ہو کہ شروع ہی میں ٹھکرا دے اُس سے
منطق و فلسفہ کی رُو سے بحث کرنے کی کیا توقع ہے۔ آپ
ساری عمر بحث کرتے کرتے اب نہایت ہی عامیانہ درجہ
پر آ گئے ہیں۔ وجود خارجی و ذہنی میں فرق بتایئے۔ سب
متفق ہیں کہ بغیر معلوم کے علم نا ممکن ہے۔ افسوس آپ
نے تو منطق کو ٹھکرا ہی دیا۔ میں تو فضل سے آپ کو علم کی
بحث پر لایا تھا۔ سب سے اول بتائے کہ علم کیا ہے اور
وہ کیسے بغیر معلوم کے حاصل ہو سکتا ہے؟ آپ جنگلے اُڑیں
اور یہ خارستان ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہیں آپ کو
کہاں لئے جا رہا ہوں۔ کیا عالم علم اور معلوم ایک ہیں؟
کہاں ہے آپ کی وحدانیت! آپ شیر پنجاب ہیں شکار
کو سونگھئے۔ اس تعریف سے تو وحدتِ محضہ کوئی شے ہی
نہ رہی۔ عالم۔ علم اور معلوم سب قدیم ہو گئے۔ اگر کوئی آریہ
سنتا ہو تو کیا آپ جواب دینگے۔

مولوی صاحب۔ ہاں۔ معلوم ہو گیا کہ آپ پر میرا
اثر ہو رہا ہے۔ میں آپ کی بات کو سمجھ گیا ہوں اور میری بات
کو آپ دونوں سمجھ گئے ہیں اور ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں
جو چیز خدا کے علمی وجود میں ہے خدا اُسے کہتا ہے کہ ہو جا۔
آپ کہتے ہیں کہ جو چیز وجود میں آ جائے اُسے خدا کہتا
ہے "ہو جا"۔ اجی یوں کہئے کہ جو خدا کے علمی وجود میں تھا۔
وہ اُسے ظاہری وجود میں لایا۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ
ساون کے مہینہ میں بوندیں گرینگی اس کا علم خدا کو ہے
یا نہیں؟ اگر نہیں تو اُس کا علم ناقص ہے اور وہ

نور افشاں

مطبوعہ ۲۳ اپریل ۱۹۲۶ء

میں ـ میرا ارادہ ـ میرا منہ

میں ہر وقت خداوند کو مبارک کہونگا۔ اُسکی ستایش سدا میرے منہ میں ہوگی۔ زبور ۳۴: ۱۔

لفظ میں شخصیت کا بدل ہے۔ انسانی شخصیت قوت ارادی کا مرکز ہے۔ وہ شخصیت نہایت عظیم ہے۔ جس میں خداوند کو ہر وقت مبارک کہنے کا ارادہ پایا جاتا ہے۔ ارادے کی عظمت اور ارادے کا استقلال انسانی شخصیت کی عظمت و فضیلت کا معیار ہے۔ پس ہم اس شخصیت کی یا اس "میں" کی اس کے ارادے اور کام کے موافق قدر و منزلت کریں جس کے انجام دینے کا کسی کی شخصیت ارادہ کرے۔ زبور نویس کی شخصیت اس کے مقدس ارادے سے پرکھی جائے۔ اس کا ارادہ نہایت پاک اور اعلےٰ ثابت ہے۔ اس کی نیت بالکل پاک ہے۔ وہ ہر وقت خدا کو مبارک کہنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے منہ سے سدا اس کی ستایش کرنا چاہتا ہے۔

انسانی زندگی میں اور اس کے علم و عمل میں اور اُسکے جملہ مشاغل کے درمیان ہرگز یہ کام آسان معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ ہر وقت خداوند کو مبارکباد کہے اور اُسکی ستایش سدا اس کے منہ میں پائی جائے۔ پر تو بھی خدا کے پرستار کی زندگی کا پروگرام یہی ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے اس پروگرام کو کم نہیں کر سکتا ہے۔ خدا شناسی اسی بات کی تقاضی ہے کہ انسان کی تمام شخصیت۔ اپنی تمام قوت ارادے کے ساتھ اپنے خدا کی عبادت کا ایسا ہی عظیم الشان پروگرام تیار کرے۔ وہ اپنی تمام خوشی و شادمانی اسی بات میں دیکھے کہ اس کے مقررہ پروگرام کی تکمیل ہو۔

خاص خاص عبادت کے اوقات اور دُعا عامہ کے وقت خداپرستوں کے اپنے عبادتی پروگراموں کے حارج و مانع نہیں ہو سکتے۔ جہاں ایماندار شخصی طور سے ہر وقت خدا کی حمد و ستایش کا پروگرام رکھتے ہیں وہاں وہ خاص خاص اوقات میں بھی خدا کی عبادت و ستایش کر سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ اس کے لوگ خدا کی عبادت و ستایش کو اپنی زندگی کا پہلا کام مقرر کریں۔

یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ہاتھ پاؤں دنیوی کام میں لگ سکتے ہیں۔ منہ اور لبوں سے اور دل سے ہر وقت خدا کی ستایش کے گیت گائے جا سکتے ہیں۔ بڑے بڑے کام دنیا میں لوگ گیت گا گا کر کرتے ہیں۔ ایماندار بھی خدا کی حمد و ستایش کرتے ہوئے بڑے بڑے کام انجام دے سکتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھو تو کاروبار کرتے ہوئے خدا کی حمد و ستایش کرنا اس کام کو انجام دینے کی قوت و طاقت کو حاصل کرنا ہے۔ ناظرین کرام اپنی شخصیت کا . . . . اور اپنے ارادوں کا اور اپنے منہ کا اور وقت کا بہتر استعمال کریں۔ خداوند کو مبارک کہتے ہوئے اور اسکی حمد و ستائیش کرتے ہوئے اپنی زندگی کے ایام بسر کریں۔ کیونکہ یہی مومن کا حصہ بخرہ ہے۔

ہم جن کو عزیز جانتے ہیں۔ اُن کے حسن و جمال اُن کے نیک کاموں اور ارادوں کی تعریف کرتے نہیں تھکتے اُن کی تعریفوں میں تمام اوقات صرف کر دیا کرتے ہیں۔ خدا جو دنیا اور مافیہا سے زیادہ پیارا اور عزیز ہے جسکا پیار خداوند یسوع مسیح میں خاص طور سے ظاہر ہوا ہو اُس کی حمد و ستایش کسی ایماندار کے لئے بھاری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُس کی حمد و ستایش ہی ہر مومن کی اعلیٰ خوشی ہے۔ اسیوجہ سے ایماندار ہر وقت خدا کی حمد و ستایش کر سکتا ہے۔ ورنہ کسی صورت سے نہیں کر سکتا۔

استفسارات جوابات

ہم سے ایک بھائی لال دین نامی نے دریافت کیا ہے کہ آیا مسیحی اور غیر مسیحی کی دعا سُنی جاتی ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ دعا عبادت کا جزو اعظم ہے۔ عابد اگر اپنے سچے معبود کی عبادت اس کے مقررہ آداب و شرائط کے مطابق کرتا ہے اور ارکان دعا کے مطابق دعا مانگتا ہے اور اپنے سچے معبود کے ادب کو بجا لاتا ہے خدا جو سچا معبود ہے اُسکی ضرور سنتا ہے اس میں مسیحی اور غیر مسیحی کا امتیاز نہیں ہو سکتا۔ البتہ عیسائی ایک بہتر عابد ہوتا ہے وہ اپنے معبود و مسجود کا بہتر عرفان رکھتا ہے۔ اُس کی عبادت و دعا میں خدا کا افضل ادب پایا جاتا ہے۔ اس لئے ایک عیسائی کی عبادت و دعا خدا کی نظر میں زیادہ مقبولیت حاصل کر سکتی ہے۔ پر اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ خدا غیر عیسائیوں کی دعاؤں کو سنتا ہی نہیں۔ دعا ہر ایک بشر کی سنی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ دعا ہو۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو دعا مانگنا سکھایا ہے۔ جو دعا کا نمونہ چاہے وہ انجیل کے موافق یسوع مسیح سے دعا مانگنا سیکھے۔

چور اور بٹمار کے مدلول

خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ "جو مجھ سے پہلے آئے وہ چور اور بٹمار تھے"۔ خداوند یسوع مسیح کے اس قول کو ہم بہت لوگوں نے کم سمجھا ہے۔ اگرچہ پیشتر کسی نمبر میں ہم اس کی تشریح کر چکے ہیں۔ پر اس تشریح پر ذیل کے اضافے کی اور ضرورت ہے جس سے قول زیر نظر کا مطلب ہمیشہ کے لئے روشن ہو جائیگا۔

یسوع نے مسیح موعود ہو کر فرمایا کہ جو مجھ سے پہلے آئے وہ چور اور بٹمار تھے۔ یہ چور اور بٹمار نہ نبی تھے نہ کاہن تھے۔ بلکہ بنی اسرائیل کے بدکار و بدعمل بادشاہ تھے جو مسیح کہلاتے تھے کیونکہ وہ مسح کے تیل سے مسیح

ہو کر مسیح ہو جاتے اور بعد مسیح ہونے کے اسرائیل کے تخت پر بیٹھا کرتے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں بادشاہ ہونے کا سلسلہ صرف لوگوں کے چاہنے سے اور خدا کی پاک مرضی کے خلاف شروع ہوا تھا (۱ سموئیل ۸: ۵) جس سے روشن ہے کہ جس قدر بنی اسرائیل میں بادشاہ ہوئے چند نیک نام بادشاہوں کو چھوڑ کر سب کے سب خدا کے حضور خطاوار اور سرکش تھے جنہوں نے اسرائیلی قوم کو تباہ کرایا تھا۔ پس یسوع مسیح کے قول کے چور اور بٹمار اسرائیلی بادشاہ تھے جو مسیح بھی کہلاتے تھے۔ کیونکہ مسیح کی رسم کے ساتھ تخت حکومت پر بیٹھا کرتے تھے۔ بس جو لوگ یسوع مسیح کے قول زیر نظر سے چور اور بٹمار کی دلالت انبیاء ماقبل پر کرتے ہیں وہ اول درجہ کے بدفہم ہیں یسوع مسیح نے انبیاء ماقبل کی ہمیشہ عزت و حرمت کی ہے۔

اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء اور کاہن بھی مسوح ہوتے تھے مگر وہ کبھی مسیح نہ کہلاتے تھے اور نہ بنی اسرائیل میں وہ کبھی مسیح مشہور ہوتے تھے۔ لوگ انہیں بعد مسح پانے کے نبی یا کاہن ہی کہا کرتے تھے۔ پرانے عہدنامہ میں کسی نبی یا کاہن کو مسیح کے نام سے کبھی یاد نہیں کیا گیا پر صرف بادشاہوں کو لہٰذا یسوع مسیح کے قول کے چور اور بٹمار یسوع مسیح کے پیشتر کے بدچلن بادشاہ ہی تھے۔

پرانے عہد میں صرف اسرائیلی بادشاہوں کو ہی مسیح نہیں کہا گیا بلکہ غیر اسرائیلی بادشاہوں کو بھی مسیح کہا گیا ہے۔ اس لئے چور اور بٹمار کی دلالت صرف اسرائیلی بادشاہوں پر ہی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ غیر اسرائیلی بادشاہوں پر بھی ہوتی ہے جنہوں نے اسرائیل کی قوم کے تباہ و برباد کرنے میں بیکرانہ سعی کی تھی۔ غرضیکہ جن بادشاہوں نے اسرائیل کو بے طرح لوٹا اور ذبح کیا تھا وہی بادشاہ چور اور بٹمار کہلائے ہیں۔ اس کے سوا یسوع مسیح کے کلام کی دلالت اور کسی پر نہیں ہو سکتی۔

شبنم کے قطرے

میرا سر اوس سے تر ہے اور میری زلفیں رات کی بوندوں سے بھری ہیں۔ غزل ۵: ۲۔

خدا آسمان کی اوس اور زمین کی چکنائی اور اناج و مے کی زیادتی تجھے بخشے۔ پیدایش ۲۷: ۲۸۔

اور جب اوس پڑ چکی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیابان میں ایک چھوٹی چھوٹی چیز ایسی سفید جیسے برف کا چھوٹا ٹکڑا زمین پر پڑی ہے۔ خروج ۱۶: ۱۴۔

میری تعلیم مینہ کی بوندوں کی طرح گرے گی اور میری باتیں اوس کی مانند ٹپکینگی۔ استثنا ۳۲: ۲۔

اور یوسف کے حق میں کہا کہ اس کی سرزمین خداوند کے حضور متبرک ہو۔ آسمان کے تحفہ جات سے اور شبنم اور گہراؤ سے جو نیچے پڑا ہے۔ استثنا ۳۳: ۱۳ اور ۲۸ و ۲۹۔

اے جلبوعہ کے پہاڑو تم پر اوس نہ پڑے۔ تم پر مینہ نہ برسے نہ تمہارے کھیتوں میں ہدیہ کی چیزیں ہوں۔ ۲ سموئیل ۱: ۲۱۔

ان برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا۔ ۱ سلاطین ۱۷: ۱۔

کیا بارش کا کوئی باپ ہے یا اوس کی بوندوں کو کس نے تولد کیا۔ ایوب ۳۸: ۲۸۔

اسی کی دانش سے گہرائیاں پھوٹ نکلیں اور آسمان سے اوس کی بوندیں ٹپکیں۔ امثال ۳: ۲۰۔

ہندوستان کے خزانہ سے ۳ کروڑ کی تبدیلی

۶ اپریل سے ہندوستان کے خزانہ سے تین کروڑ کا بیلنس کا نقدی سکوں کی شکل میں لنڈن کو منتقل کیا جائیگا۔

(عام)

عیسائی اور مرزائی مناظرہ

ہمعصر اہلحدیث مطبوعہ ۱۶ اپریل نے عیسائی اور مرزائی مناظرہ پر ذیل کا نوٹ لکھا ہے جسے ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے درج اخبار کیا جاتا ہے ایڈیٹر اہلحدیث کی خدمات کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں ایڈیٹر

خوب گذریگی جو گتھ جائینگے یارانے دو

ہمارے پنجابی نبی کی امت مرزائیہ نے بہت دیر تک جال پھیلا رکھا کہ اسلام کا نام لیکر احمدیت اور مرزا صاحب کی مسیحیت منواتے رہے آخر کار یہ راز کھل گیا۔ عیسائی اور آریہ ہوشیار ہو گئے۔

چنانچہ حال ہی میں عیسائیوں نے ایک نیا اعلان کیا ہے جو درج ذیل ہے

"ہم بار بار کہہ چکے ہیں"

اور اب پھر کہتے ہیں کہ احمدی حضرات سے ہماری بحث صرف مرزا صاحب کی مسیحیت پر ہوگی۔ باقی کوئی بھی مضمون نہیں ہوگا جس پر ہم آپ سے بحث کرینگے۔ ہاں اگر احمدیت مسیحیت مرزا کے سوا کچھ اور چیز ہے تو صاف اعلان کردیں پھر ہم اس مضمون کا پیچھا چھوڑ دینگے۔ ورنہ قادیان شریف کی در و دیوار پر ہر جگہ جلی قلم سے لکھ رکھئے کہ مسیحی اور احمدی اور مسیحیت مرزا اور بس۔ یاد رکھئے آپ کے بالمقابل ہم مسیحی ہیں اور آپ ہمارے مقابلہ میں مسیح موعود کے پیرو۔ پھر یہ غلطی کبھی نہ کریں کہ آپ ہمیں مرزا جی کی مہدویت یا ظلی نبوت منوائیں۔ اگر ہمارے سامنے آنا ہو تو مرزا جی کی مسیحیت ثابت کرنے کو آؤ۔ ورنہ ہمارا دور ہی سے سلام ہے۔ کس قدر کھلی اور موٹی بات ہے کہ اگر مرزا جی مسیح موعود ثابت ہو جائیں جو آنے والا ہے تو پھر باقی باتوں کا تمام جھگڑا چک جائیگا۔ اگر یہ نہیں تو پھر آپ کو رخصت ہے ہم اپنے مسلم پر اور ان سے باقی مضامین

پر خود برادرانہ تبادلۂ خیالات کرینگے۔ نہ ہم آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ جانتے ہیں اور نہ ہی مسلمان آپ کو اپنا وکیل تسلیم کرتے ہیں۔ آپ تو ان تمام کلمہ گویوں کو جو مرزا جی کی نبوت کا انکار کرتے ہیں کافر بنا چکے ہیں پھر آپ کو عام کلمہ گو مسلمانوں کی نمائندگی یا وکالت کا کیا حق؟" (نور افشاں لاہور ۲۔ اپریل ۱۹۲۶ء)

اہلحدیث۔ دیکھئے امت مرزائیہ کیا جواب دیتی ہے۔ مثل سابق ہم اب بھی اعلان کرتے ہیں کہ اس بارے میں فریقین ہم سے کوئی خدمت لینا چاہینگے تو ہم ناچیز خدمات حاضر کرینگے۔

اشاعۃ القرآن اور ہم

مولنا حشمت العلی مدیر اشاعۃ القرآن لاہور اپنی تازہ اشاعت میں کیا **مسیحیت عالمگیر مذہب ہے** پر اعتراض کرتے ہوئے استفسار فرماتے ہیں کہ اس میں تحقیق طلب یہ امر ہے کہ اہل اسلام سے آپ کی مراد قرآنی اہل اسلام ہیں یا روایتی۔ اگر قرآنی اہل اسلام مراد ہیں تو سب سے اول انجیل کا ثبوت دو کہ جس انجیل کے مذہب کو آپنے عالمگیر مذہب بتلایا ہے وہ انجیل منجانب اللہ نازل ہوئی ہے یا کسی انسان کا اپنا دماغی خیال ہے۔ الخ

نور افشاں۔ اشاعۃ القرآن کے مدیر کبیر ہمارے نزدیک ایک بزرگ واجب التعظیم ہستی ہیں جنکی بزرگی اس عبارت سے ظاہر ہے جو اوپر منقول ہے۔ آپ مسیحیت کے عالمگیر مذہب ہونے کے مضمون پر کوئی اعتراض اُٹھانا چاہتے تھے۔ جو صرف ذہن میں ہی محفوظ رہ گیا۔ مگر جو اعتراض اُٹھایا گیا ہے وہ وہی ہے جسے آپ اعتراض کی صورت میں پیش کرنا خود ہی اپنی بزرگی کے منافی خیال کرتے ہونگے جای غور ہے کہ بنا اعتراض تو مسیحیت کا عالمگیر مذہب ہونا ہے۔ پھر بھلا تحقیق طلب امر کہاں سے آگیا قرآنی اہل اسلام اور روایتی اہل اسلام کی تحقیق کا اس سے کیا واسطہ؟ پھر جناب نے مسیحیت کا عالمگیر ہونا ایک طرف چھوڑا۔ قرآنی اہل اسلام یا روایتی اہل اسلام کی تحقیق کو دوسری طرف چھوڑا۔ پھر آپ سب سے اول انجیل کا ثبوت طلب کرنے لگے ہیں۔ پھر انجیل اور انجیل کے مصنفوں پر آپ نے اپنے پیٹنٹ اعتراض کئے ہیں جنکا نور افشاں میں معقول جواب دیا جا چکا ہے۔ ہم مولوی صاحب سے مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں کہ کسی کی تحریر پر اعتراض کرنا آسان نہیں للہ سوچ سمجھ کر اعتراض کیا کریں۔ ہمیں آپ کا ادب منظور ہے اسوجہ سے زیادہ لکھنا مناسب خیال نہیں کرتے ہیں۔

ہمعصر پرکاش

لکھتا ہے کہ اکثر لوگ یہ جھوٹی امید رکھتے ہیں کہ خدا رحم کرکے گناہ معاف کر دیگا۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے اُن کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ . . . . گناہ کی مزدوری موت ہے تو کسی آدمی کو چھوڑ نہ دیگا۔ الخ (پرچہ ۱۴)

نور افشاں۔ جواب میں اس قدر گذارش ہے کہ گناہ کی معافی کا اعتقاد رکھنے والے ویدوں کے یا پنڈت دیانند جی کے ایشور کے ماننے والے نہیں جو جیو و پرکرتی کا پیدا کرنے والا ہی نہیں۔ نہ جیو کے ذاتی خواص کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اگر ایسے ایشور سے لوگ گناہوں کی معافی کی امید رکھیں تو اُن کی امید ضرور باطل ہوگی۔ اجی جناب عیسائی نامہ نگار کی امیدیں اس خدا سے وابستہ ہیں جس نے اپنی قدرت کاملہ سے جیو اور پرکرتی کو پیدا کیا۔ جس کی محبت اور جس کے گناہوں سے معافی کا اظہار یسوع مسیح کی زندگی اور کلام میں اور صلیبی موت میں ہوا۔ یسوع مسیح کے خدا سے گناہوں کی معافی کی امید ہو سکتی ہے۔ اگر نامہ نگار گناہوں کی معافی کی امید نہیں ہو سکتی تو ویدک ایشور سے نہیں ہو سکتی چنانچہ ویدوں کے ایشور سے گناہوں کی معافی کا متمنی نہیں ہے۔ خط معاف۔ نامہ نگار مذکور تو ویدوں کا یا ستیارتھ پرکاش کا یا ویدوں کے ایشور کی ایشورتائی کا معتقد ہی نہیں ہے۔ پھر آپ کا نامہ نگار کی سیدھی سادی تحریر معترض ہونا ہی بیجا ہے کیونکہ آپ خود بھی گناہ معاف کرنے والے خدا کے معتقد نہیں۔ عیسائی گناہ نہ معاف کرنے والے خدا کی خدائی کے منکر ہیں۔ وہ ایسے خدا کو مان ہی نہیں سکتے۔ پھر آپ کے پاس ان معانی کے ایشور کی ایشورتائی پر کونسی سفت ہزاری دلیل ہے جسکی بنا پر آپ گناہوں کی معافی کا اعتقاد رکھنے والوں کی امید کو جھوٹی امید کہتے ہیں؟

اچھوتوں کے نئے دوستوں کی باتیں

ہندوستان کو ذات پات اور چھوت چھات کے بھوت نے تباہ کر چھوڑا تھا۔ مسلمانوں کی حکومت گو ہندوستان پر صدیوں تک حکمران رہی مگر اس بھوت کی قوت و طاقت کو نہ توڑ سکی۔ مسیحیت کو ہند میں آئے بہت عرصہ نہیں گذرا کہ ذات پات اور چھوت چھات کا بھوت ابھی سے ہند کو چھوڑنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ وہ ہندو جو ذات پات اور چھوت چھات کو ہی اپنا دھرم کرم نہائے پھرتے تھے۔ انہیں کی اولاد اب ہند کی اس لعنت سے بیزار ہو رہی ہے۔ گو وہ اب تک محض ملکی مفاد کی غرض سے اچھوتوں کو ہندوؤں میں شمار کر رہے ہیں اور اپنی ذات پات کو قائم رکھنے کے لئے اچھوت ادھار کے راگ گا رہے ہیں۔ پر اگر عیسائی تیاری سے اچھوتوں میں کام کرتے جائیں اور اچھوت عیسائی ہوتے جائیں تو وہ دن دور نہیں کہ ہندوستان کے تمام ہندو انہیں جلد اپنے ہی باوا آدم کی نسل تسلیم کرکے ساوی حقوق دینے پر مجبور ہو جائینگے ہندو آریہ اصحاب کی اچھوتوں کی بابت کوششیں جو کچھ ہو رہی ہیں وہ ہنوز اچھوتوں کے سراب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔ ان میں اچھوتوں کو حقوق مساوات دینے کی نفی کے ساتھ عملی ما

ذات کے ہندوؤں کی فلاح و بہبودی کا خیال مقدم ہے۔ کیا اچھوت بھائی آریہ دوستوں کی اس روش سے آگاہ نہیں ہیں؟ انہیں آگاہ ہونا چاہئے۔ ذیل کا مختصر نوٹ اُن کی آگاہی کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ ایڈیٹر

ہمعصر پرکاش مطبوعہ ۱۰ اپریل لکھتا ہے۔.....

یو۔پی میں ۶۰ لاکھ اچھوت ہیں۔ بہار میں ۸۰ لاکھ مشرقی اور مغربی دونوں بنگالوں میں ۹۰ لاکھ۔ مدراس میں ۸۴ لاکھ وہاں **تھے تو بہت لیکن ان میں سے ۲۵ لاکھ عیسائی ہوچکے ہیں**۔ ساڑھے پانچ کروڑ وہ اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ بھیل گونڈ آپ نے اچھوت بنا دیئے۔ اس طرح ۷ کروڑ اچھوت نکال کر ہندو صرف ۱۶ کروڑ رہ جاتے ہیں۔ اب مشکل یہ درپیش ہے کہ ساڑھے سات کروڑ دلت تمہارے ساتھ نہیں یا الگ ہو کر جاتی کو تیاگ دیں اور مسلمان یا عیسائی ہوجائیں؟ یاد رکھو موجودہ حالت میں وہ گرو گھنٹال ہیں۔ مسلمان یا عیسائی ہونے پر وہ گرو گھنٹال بن جائینگے۔ ... تم نے عیسائیوں اور مسلمانوں کو اچھوت نہیں ٹھہرایا۔ ٹھہرایا ہے تو اپنے ۷ کروڑ بھائیوں کو۔ یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے۔ جو تمہارے خلاف جاتا ہے اور صدا کرتا ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا آچار تم سے اچھا ہے۔ اپنے اس ودہار کی وجہ سے ایسے لوگ ہر جگہ کہیں کوئی قصد نہیں۔ تم کہو ہمارے آچار اچھے ہیں۔ لیکن تمہیں جواب یہی دیا جائیگا کہ تم اس پر فخر ہو۔ شاستر میں کہیں بھی اس اپرشتا کو سویکار نہیں کیا گیا۔ اگر کوئی ایسا شاستر ہو جس میں اچھوت پن کی حمایت کی گئی ہو تو اس شاستر کو ہی میں اچھوت قرار دونگا۔

پائنیر لکھتا ہے کہ ضلع گیا کے قریب ایک ہندوستانی ریاست کی فروختگی کی خبریں اڑ رہی ہیں۔ (عام)

انسان کامل اور مولوی ثناء اللہ صاحب

جناب پادری سلطان محمد خاں صاحب نے ایک مضمون بعنوان "انسان کامل" چند سال ہوئے ماہوار رسالہ کرسچین میگزین لاہور میں تقسیم فرمایا اور جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کی نسبت اپنے اخبار اہلحدیث میں مسلمانوں کو مخاطب کرکے لکھا کہ تم جو کہتے ہو کہ علوم منطق و فلسفہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے دیکھو ایک مسیحی پادری نے "انسان کامل" کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے اُس میں کس قدر اعلیٰ درجہ کے منطقی و فلسفی دلائل سے کام لیا ہے۔ اب تاوقتیکہ مسلمان ان علوم کو نہ جانیں وہ اس مضمون کا جواب نہیں دے سکتے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مسلمانوں کو تو خوب سمجھایا مگر خود ایک فقرہ بھی جواب میں نہ لکھ سکے اور ایسے خاموش ہوئے کہ تاہنوز صدائے برنخاست کا معاملہ ہے پچھلے دنوں جب مولانا صاحب اور پادری صاحب موصوف کے درمیان وحدت مطلق پر مناظرہ ہوا اور واجب الوجود (خدا) اور ممکن الوجود . . . کے درمیان واسطہ کا ذکر آیا تو پادری صاحب نے فرمایا کہ یہ وہ مسئلہ ہے کہ میرے مضمون انسان کامل پر آپ نے قلم اُٹھانا چاہا مگر رہ گئے۔

اب وہی مضمون ہم نے رسالہ "انسان کامل" میں چھاپ دیا ہے۔ جس پر لاہوری احمدیوں کے اخبار پیغام صلح نے اپنی ۶ مئی ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں نکتہ چینی کی تھی وہ پرچے حال ہی میں ہمارے ہاتھ آئے اور پادری صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے گئے۔ آپ نے اس کا ایسا زبردست جواب لکھ کر ہمیں ارسال کیا ہے کہ مسیحی اور مسلمان دونوں خوش ہونگے اور احمدیوں پر بھی حقیقت حال کھل جائیگی آئندہ اشاعت کا انتظار کیجئے۔ نعمان

پنجاب کے میونسپل قصبوں میں پانی کے نلکوں پر میٹر لگانے کا سوال

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

میونسپل قصبوں میں سلسلہ آب رسانی کے بار با منقطع ہو جانے سے سینیٹری بورڈ پنجاب نے چند سال ہوئے ایک تحقیقات کے ذریعہ یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ میونسپل قصبوں میں نلکوں کے پانی کی زیادہ تر کمیابی کا یہ سبب ہے کہ عوام بہت سا پانی ضائع کر دیتے ہیں اور اپنے نلکوں کو ایسے اوقات میں بھی کھلا رکھتے ہیں جب ان کو پانی کی ضرورت نہ ہو۔ جب لاہور میں آب رسانی کا جدید انتظام کرنے کے لئے سینیٹری بورڈ کی خدمت میں ابتدائی تجاویز پیش کی گئیں تو اراکین بورڈ نے اس معاملہ پر غور کرنے کے بعد اس رائے کا اظہار کیا کہ جب تک شہر بھر میں پانی کی صحیح تقسیم کا سوال حل نہ کیا جائیگا سلسلہ آب رسانی پر مزید روپیہ خرچ کرنا بے سود ثابت ہوگا۔ نیز انہوں نے میونسپلٹی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ جن مکانوں میں نلکا لگا ہوا ہے وہاں میٹر لگائے جائیں۔ اس اہم سوال پر مزید غور کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی مرتب کی جائے جو صاحب ڈائرکٹر محکمہ صحت عامہ۔ سینیٹری انجنیر گورنمنٹ پنجاب میڈیکل آفیسر میونسپلٹی لاہور اور میونسپل انجنیر لاہور پر مشتمل ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آب رسانی کے موجودہ اور مجوزہ نظام تقسیم کے بارہ میں تحقیقات کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں بعد ازاں تبدیلیاں کی گئیں۔ اور آخرکار قائم مقام ڈائرکٹر محکمہ صحت پنجاب سینیٹری انجنیر گورنمنٹ پنجاب اور میڈیکل آفیسر صحت میونسپلٹی لاہور نے مناسب تحقیقات کرنے کے بعد ایک رپورٹ تیار کی۔



مذکورہ بالا اصحاب جن نتائج پر پہنچے ہیں انہیں عوام کی واقفیت کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ بجز اسکے جہاں تک نلکوں کے ذریعہ آب رسانی کا تعلق ہے پنجاب کے تمام میونسپل قصبوں کے لوگ اس معاملہ میں یکساں دلچسپی رکھتے ہیں۔

(۱) جن میونسپل قصبوں میں نلکوں کا پانی آئے دن کم ہو جاتا ہے وہاں مختلف اسباب کام کرتے ہیں۔ مثلاً آبادی میں اضافہ ہو جانا اور ایسے مکانات کی تعداد کا بڑھ جانا جن میں نلکے لگے ہوئے ہیں۔ نیز فارغ البال اصحاب کا پہلے سے زیادہ پانی استعمال کرنا۔

(۲) نلکوں میں پانی کی کمیابی کے ایسے اسباب بھی ہیں جو رفع ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ کسی ضرورت کے بغیر پانی کے نلکے کھول دیتے ہیں جس سے پانی برابر ضائع ہوتا رہتا ہے۔ بعض اوقات بڑے نلکوں سے پانی رسنے لگ جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کنوؤں میں ریت کے جمع ہو جانے سے پانی جذب ہو جاتا ہے مشین بھی بخوبی کام نہیں کرتی اور پانی کی بہم رسانی ضروریات عامہ کو رفع نہیں کر سکتی۔

(۳) اس صورت حالات پر عبور حاصل کرنے کا کوئی واحد طریقہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن یقین ہے کہ اگر ان بڑے نلکوں پر جو میونسپلٹی کے زیر اہتمام ہیں میٹر لگائے جائیں اور مکانات پر بھی میٹر نصب کئے جائیں تو بہت سا پانی ضائع ہونے سے بچ جائیگا۔

(۴) میٹر لگانے کا سوال مالی لحاظ سے بہت ہی دقت طلب ہے

(۵) میٹروں پر جو روپیہ خرچ ہوگا وہ آخرکار اس اعتبار سے نفع آور ثابت ہوگا کہ آب رسانی کی سکیموں کے مصارف کم ہو جائینگے۔ کیونکہ میٹر لگانیکا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ عوام میں تقسیم کرنے کے لئے پانی کی جو مقدار ہوگی اسے کم کرنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ دوسرے فالتو پانی جو میٹر کے نہ ہونے کی صورت میں ضائع ہوتا رہتا ہے جائز استعمال کے لئے جمع رہیگا۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ میٹر لگانے سے قابل استعمال پانی کی مقدار میں جو اضافہ ہوگا اس سے یہ ضرورت نہ رہیگی کہ پانی کو پمپ کرنے کے اوقات بڑھا دیئے جائیں۔ بلکہ پمپ کرنے کے اوقات کم کر دیئے جائینگے اور اس سے مشین جلدی خراب نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں پانی تمام گھروں میں مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔ اور اس کے لئے ہیڈ ورکس میں آئے دن توسیع کرنے کی ضرورت نہ رہیگی۔

(۶) میٹروں کے مصارف بازگشت کے ضمن میں کوئی دقت رونما نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پانی لینے والوں کو ایک روپیہ ماہوار میٹر کا کرایہ ادا کرنا ہوگا۔

(۷) جو لوگ میٹروں کے مخالف ہیں اُن کو یہ بتا دیا جائے کہ میٹر لگانے سے یہ مقصود نہیں کہ آپ کے گھروں میں پانی کے ناجائز استعمال کو محدود کر دیا جائے بلکہ میٹر لگانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فضول پانی ضائع نہیں ہوگا اور اس سے آپ کے جائز استعمال کے لئے پانی میں اضافہ ہو جائیگا۔

(۸) لاہور میں سلسلہ آب رسانی کے متعلق مندرجہ ذیل تجاویز قابل ذکر ہیں۔

(الف) جن مکانات میں پانی کے نلکے غیر خانگی اغراض کے لئے لگے ہوئے ہیں وہاں میٹر لگا دیئے جائیں۔

(ب) ہوٹل۔ بورڈنگ ہاؤس ہوسٹل اور دیگر انسٹی ٹیوشنوں میں میٹر لگائے جائیں۔

(ج) جن نلکوں کا قطر ¾ انچ سے زیادہ یا کم ہے اُن پر میٹر لگائے جائیں۔

(۹) میٹروں کو درست اور محفوظ حالت میں رکھنے کے متعلق میونسپل انجنیروں کی رہنمائی کے لئے ایک دستورالعمل مرتب کیا جائے۔

(۱۰) میونسپل کمیٹیوں کو چاہئے کہ وہ پانی کا بجٹ علیحدہ مرتب کیا کریں۔ اور ایسا انتظام کریں کہ انکا سلسلہ آب رسانی اپنے اخراجات کا خود کفیل ہو سکے

(۱۱) میونسپل حدود کے اندر جملہ آباد مکانات پر واٹر ٹیکس عائد کیا جائے۔

(۱۲) مقامی جماعتوں کے زیر انتظام جس قدر سلسلہ ہائے آب رسانی ہوں اُن پر گورنمنٹ بخوبی نگران رہے۔

سنٹرل ٹریننگ کالج میں ایک دلچسپ تقریب

ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر کی تقریر

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

موٴرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء کو سنٹرل ٹریننگ کالج کی طرف سے ایک ایٹ ہوم پارٹی دی گئی۔ جس میں ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب لیڈی ہیلی صاحبہ۔ آنریبل رای بہادر چھوٹو رام اور آنریبل سردار جوگیندر سنگھ کے علاوہ دیگر معززین تشریف فرما تھے۔ اس تقریب پر ایک دلچسپ پروگرام پر عمل کیا گیا جس سے یہ مقصود تھا کہ موجودہ سشن میں جسمانی تربیت کے متعلق کالج کے مختلف شعبوں کو پیش کیا جائے۔ سب سے پہلے بوائز سکاؤٹوں نے سردار ہردیال سنگھ بی۔ اے کی سرکردگی میں کیمپ کے سازوسامان سے مہیا ہو کر مارچ کیا۔ ازاں بعد انہوں نے کیمپ تیار کیا۔ خیمے نصب کئے۔ کھانے تیار کرنے کے لئے آگ روشن کی۔ جھنڈا گاڑا اور اتفاقیہ حادثوں میں جن اشخاص کو چوٹ لگ جاتی ہے انہیں ابتدائی طبی امداد دینے کا نظارہ دکھلایا۔

مسٹر ایچ ڈبلیو ہاگ کے زیر انتظام طلبا کی خاص جماعت نے ایسی کھیلیں دکھلائیں جن سے جسمانی اور ذہنی قوا کو مدد ملتی ہے۔ جسم میں چالاکی پیدا ہوتی ہے معدے کے اعضا کو تقویت پہنچتی ہے اور طلبا میں ضبط و انتظام کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد

ایک ہمہ گیر جسمانی تربیت کا نظارہ دکھایا گیا اور لیڈی ہیلی صاحبہ نے کالج کے کامیاب طلبا کو تحفے تقسیم فرمائے۔

سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کی اہمیت

بعد ازاں ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر نے ایک مختصر تقریر کے دوران میں فرمایا کہ یہ کالج پنجاب میں تعلیمی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ ہائی سکولوں میں سال بہ سال طلبا کی تعداد میں اضافہ ہے۔ اور ان کی تربیت کے لئے کافی معلم دستیاب نہیں ہو سکے۔ جناب ممدوح کی رائے میں معلموں کی تعداد اس قدر ضروری نہیں جس قدر کہ ان کی قابلیت اور ان کا پاکیزہ اخلاق ضروری ہیں۔ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور صوبہ کی دیگر درسگاہوں میں سب سے ممتاز ہے۔

سنٹرل ٹریننگ کالج نے گزشتہ زمانہ میں بہت بڑا کام کیا ہے اور اب بھی کر رہا ہے۔ موجودہ پرنسپل ڈاکٹر وائٹ ہاؤس نے طلبا کی جسمانی تربیت کے لئے بوائے سکاؤٹ تحریک شروع کی ہے۔ جو صوبہ بھر کے طلبا کی زندگی اور اُن کے کیرکٹر کو بدل دیگی۔ بعض اشخاص فطرۃً اپنے اندر معلم بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحیح جذبہ کے ساتھ اپنا کام کرے اور اپنے فرض کی ادائیگی میں منہمک رہے۔ تاکہ اس سے فیض یاب ہو سکیں۔ معلم اپنے طلبا کو آیندہ زمانہ کا شہری بناتا ہے۔ اور اس کا فرض ہے کہ وہ ان میں صحیح جذبات پیدا کرے اُن میں ایسے مذاق سلیم اور یگانگت کا مادہ پیدا کرے جس سے فرقہ بندی کی تکالیف کا ازالہ ہو۔ معلم کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ اس کے طلبا فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسے ... اپنا دوست سرپرست اور مشیر تصور کریں معلمین کا نصب العین ہونا چاہئے کیونکہ اگر ان کا منتہا ارفع و اعلیٰ ہوگا تو کامیابی اُن کے حصہ میں آئیگی اور ادنےٰ مقاصد پیش نظر رکھنے کی صورت میں وہ نا اہل اشخاص کی تعداد میں اضافہ کرینگے۔

مسٹر جے۔ آر۔ سیمین کھنڈوا مسیحی آشرم کا نمائندہ لاہور میں

ہمیں مسٹر جے سیمین کھنڈوا مسیحی آشرم کے نمایندہ سے ۲۱ اپریل کے روز لاہور میں ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ آپ یکم جنوری ۱۹۲۶ء کے دن سے رائپور سی۔ پی سے روانہ ہو کر ناگپور۔ بمبئی۔ اور دیگر مقامات میں آشرم کے متعلق کام کرتے ہوئے لاہور پہنچے ہیں۔ مختلف مقامات کی مختلف مسیحی جماعتوں میں مسیحی آشرم مذکور کے متعلق بیانات سنائے۔ بعض جگہ مسیحیوں نے بہت افزائی کا اظہار کیا۔ بعض جگہ سکوت کا اظہار ہوا بعض جگہ مسیحی لیڈروں کو مخالف پایا۔ آشرم کی امداد میں عام طور سے مسیحی جماعتوں کو آمادہ نہیں پایا گیا۔ تو بھی بعض بعض مقامات کے ایماندار لوگوں نے امداد کے وعدے بھی فرمائے اور انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اگر مسیحی آشرم کے سرپرست اصحاب وفاداری سے کام کرتے رہے تو لوگوں کی معقول تعداد آشرم کی حمایت میں ضرور کھڑی ہو جائیگی ہر ایک نیا کام سخت مشکلات کے درمیان شروع ہوا کیا ہے۔ پر کارکنوں کے صبر و استقلال نے تمام مشکلات کو جیت کر کام کر دکھایا ہے۔ مسیحی آشرم کی ابتدا میں مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ پر کارکنوں کا استقلال بھی اُن پر فتح پائیگا۔ ہم ہمدردان آشرم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے عطیات پریزیڈنٹ کھنڈوا مسیحی آشرم ریورنڈ بی۔ این۔ آر۔ تنائے پور سی۔ پی کے پاس روانہ فرمائیں۔

معزول مہاراجہ اندور کے لئے کل ۴ لاکھ روپیہ سالانہ جس میں مہارانی کا خرچ بھی شامل ہے منظور کیا گیا ہے۔

خبریں

گزشتہ ہفتہ میں ڈاکٹر ایچ ڈی گرسولڈ کی طبیعت علیل رہی۔ آپ ولایت تشریف لے جانے کو ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خادم کو صحت و شفا بخشے تا وہ سفر کی تمام صعوبتیں برداشت کر کے سلامتی کے ساتھ اپنے عزیز وطن میں پہنچ جائیں اور وہاں بھی خدا کی خدمت بجا لائیں اور پھر سلامتی سے ہمارے پاس واپس آکر خدا کی خدمت انجام دیں۔

ڈاکٹر ایچ۔ ڈی گرسولڈ کی جگہ ڈاکٹر ایچ۔ سی ویلی امریکن مشن ہند کے فیلڈ سکریٹری مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کی جگہ پادری ایچ۔ اے وٹلاک پرنسپل رنگ محل سکول لاہور۔ انٹر میڈیئری بورڈ کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ پادری نذیر طالب الدین صاحب بی۔ اے ایک اور سال پنجاب این۔ ایم۔ ایس میں اپنی خدمات کو انجام دینگے۔ اس سال آپ کی خدمات کے میدان میں یو۔ پی کو بھی داخل کر دیا گیا ہے۔ ہر دو صوبوں میں آپ آرگنائزنگ سکریٹری کے فرائض انجام دینگے۔

رسالہ مسیحی کی تازہ اشاعت اس بات کی مظہر ہے کہ پنجاب کرسچن کانفرنس مسیحیوں کے لئے حصول زمین کی تلاش و جستجو میں مصروف ہے۔ اس کی طرف سے فخر قوم مسٹر جے دنیل صاحب پچھلے ماہ ریاست گوالیار میں زمین کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لے گئے اور بڑی امید کے ساتھ واپس تشریف لائے آپ کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ریاست مذکور کے حکام بالا دست نے مسیحیوں کو نہایت آسان شرائط پر زمین دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ مثلاً شروع میں ۲۵ روپیہ فی مربعہ کے حساب سے سرکار کو دینا پڑیگا۔

جو کہ ۱۲ سال تک معاف ہوگی۔ ۱۲ سال کے بعد ۲۲۵ روپیہ فی مربعہ دے کر حق ملکیت حاصل ہو جائیگا۔ جو مسیحی زمین کے طالب ہیں اُن کے لئے یہ خبر واقعی جانفزا اور فرحت افزا ہے۔ اُنہیں چاہئے کہ مسٹر ڈینیل صاحب سے براہ راست خط و کتابت کریں۔ پنجاب کرسچن کانفرنس کی یہ کارروائی اس بات کی ضرور شاہد ہے کہ پنجاب میں مسیحیوں کے لئے زمین حاصل کرنا امر دشوار ہو گیا ہے۔

گورنمنٹ گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت مورخہ ۲۰ اپریل میں اعلان کیا گیا ہے کہ

ڈیوولیوشن رول ۲ و رول نمبر ۶ کے ذریعہ حاصل شدہ اختیارات سے کام لیتے ہوئے گورنر جنرل باجلاس کونسل نے وزیر ہند باجلاس کونسل سے منظوری حاصل کر لینے کے بعد حکم صادر کیا ہے کہ صوبجات متوسط میں ۲۰ اپریل ۱۹۲۶ء تا ۳۱ جنوری ۱۹۲۷ء تک تمام محکمہ جات منتقلہ کا انتقال معطل کیا جائیگا۔

(بندے ماترم)

لندن ۱۸ اپریل۔ لارڈ ریڈنگ نے انگلشمین کے نامہ نگار کے ساتھ ایک انٹرویو کے دوران میں فرمایا کہ ہندوستان کا مستقبل ایک شاندار مستقبل ہے۔ مگر وہاں پر جو لوگ سوراج کے متعلق بہت جلد قدم اٹھانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہاں پر چند ایسے ذمہ دار ہندوستانی بھی ہیں۔ جو ہمارے ساتھ آہستہ چلنے کو تیار ہیں خیالات کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر ہندوستان میں فرقہ وارانہ اختلافات دور ہو جائیں تو وہاں پر آئندہ مستقبل میں تجارت کے بہت بڑھ جانے کے امکانات ہیں۔

(۱۱)

انگلشمین کا بمبئی نامہ نگار لکھتا ہے کہ لارڈ ریڈنگ کو کوئی نیا عہدہ پیش کیا جائیگا۔ اور یہ امر موجب حیرت نہیں ہوگا۔ اگر آپ ستمبر میں منعقد ہونے والی لیگ کے اجلاس میں برطانیہ کی طرف سے نمائندگی کریں تو لیگ کے اس اجلاس میں جرمنی کے لیگ میں داخلہ کے سوال پر غور کیا جائیگا۔

(۱۱)

کراچی ۱۹ اپریل۔ سندھ آبزرور کو قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ بمبئی کا میر صاحب خیرپور کو گدی سے اتارنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ وہ صرف وہاں کے مالی انتظامات کو اپنے ہاتھ میں لینا اور میر صاحب کو ان اختیارات سے محروم کرنا چاہتی ہے کیونکہ وہ ریاست سکھر بیراج کینالز کے حدود ریاست میں گذرنے کے معاوضہ کے طور پر حکومت برطانیہ کی ۲۵ لاکھ روپیہ کی مقروض ہے۔

(۱۱)

ملب گڈھ ۱۹ اپریل۔ پرتی ندھی سبھا کے ایک اپدیشک لکھتے ہیں۔ علاقہ گڑھ والی میں ویدک دھرم کا پرچار کرنے کے لئے آریہ پرچارک گئے ہوئے تھے۔ جب وہ لوگ چونڈ کوٹ پہنچے تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جو اشخاص بُری طرح سے زخمی ہوئے آریہ پرچارک چونڈ کوٹ میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان پر حملہ کرنے کے لئے راستوں پر آدمی لگے ہوئے ہیں اس وجہ سے زخمی بھائیوں کو شفا خانہ میں بھی نہیں بھیجا جا سکا۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کے منتری کو فوری امداد اور مناسب کارروائی کرنے کے لئے تار دیا گیا ہے۔ حالات بہت خطرناک ہیں مفصل حالات جلد روانہ کئے جائینگے۔

(۱۱)

کلکتہ ۲۰ اپریل۔ سٹیٹسمین کا بیان ہے کہ موجودہ فرقہ وارانہ فسادات کا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمان کانسٹیبل اور آفیسر زیادہ بھرتی کئے گئے ہیں۔ چند آدمیوں کو حال میں بھرتی کر لیا گیا اور جونہی منضبط آدمی ملینگے چند تقرریاں کر دی جائینگی۔

(۱۱)

بمبئی ۱۹ اپریل۔ حال ہی راؤنا راجپوت کانفرنس کا تیسرا اجلاس پشکر تیرتھ پر ہوا۔ اس میں مارواڑ میں مروجہ رسم غلامی کے خلاف اظہار پروٹسٹ کرتے ہوئے مہاراجہ جودھپور سے درخواست کی گئی کہ وہ اس رسم کو منسوخ کر دیں سیکرٹری نے مہاراجہ کی خدمت میں میموریل بھیجا اس میں یہ لکھا ہے۔

جودھپور ریاست میں راؤنا راجپوت غلامی کے زہریلے طریق سے بری طرح کراہ رہے ہیں۔ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء کے پاس شدہ ایک قانون کی رو سے راناؤں کے آقاؤں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ راؤنا غلاموں اور اُن کی لڑکیوں کو اپنے جہیز میں دے سکتے ہیں۔ ہماری جاتی اس کے خلاف سخت پروٹسٹ کرتی ہے۔

(۱۱)

رگبی ۱۸ اپریل۔ لارڈ و لیڈی ریڈنگ کا لندن میں سرکاری طور پر شاندار استقبال کیا گیا ملک معظم اور وزیر اعظم کے نمائندگان کے علاوہ کیبنٹ کے چند ممبران بھی پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ غیر سرکاری طور پر آپ کا استقبال زیادہ شاندار کیا گیا۔ سٹیشن کے باہر لوگوں کا ایک بھاری ہجوم تھا

(۱۱)

قاہرہ ۱۸ اپریل۔ چیمبر کے انتخابات کے متعلق نامزدگیاں ختم ہو گئی ہیں۔ ۲۱۵ نشستوں کے لئے ۳۹۰ امیدوار ہیں۔ زاغلول پارٹی کے ۵۵ امیدواروں میں سے ان کے مقابلہ میں کوئی امیدوار کھڑا نہیں ہوا۔

(۱۱)

قسطنطنیہ ۱۸ اپریل - اٹلی کے ساتھ جنگ کی افواہ پر اخبارات میں خوب تبصرہ کیا جا رہا ہے اور وہ اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ صورت حالات میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی۔ وہ اس امر سے انکار کر رہے ہیں کہ اٹلی اس وقت جبکہ اسے کسی قسم کا اشتعال نہیں دیا گیا۔۔۔۔۔۔ لیکن یہ اخبارات ترکی کی پیش بندیوں اور خودسری کارروائیوں پر اظہار اطمینان کر رہے ہیں۔ (رینڈ ے ٹائم)

امرتسر - کل شام کے وقت ایک خوفناک طوفان باد نے کئی درخت اکھاڑ دیئے۔ بجلی کی تاریں توڑ دیں اور کئی گھر گرا دیئے۔ طوفان باد کے بعد سخت بارش ہوئی۔ جس میں اولے بھی برسے۔ جس کی وجہ سے موسم میں یکایک تبدیلی آگئی۔ یعنی دن کی گرمی رات کی سردی میں تبدیل ہو گئی۔ (ر)

اشتہار کتب

تفسیر کتاب مکاشفہ از پادری ولیم ہوپر صاحب۔ یہ نایاب تفسیر ہے اور پھر ملنے کی امید نہیں۔ صرف ۱۲ جلدیں باقی ہیں۔ لہٰذا جلد منگا لیں۔ صفحہ ۲۳۰ - ۲ر

ویدوں کی ازلیت و ماہیت - آریہ کہتے ہیں کہ وید ازل سے ہیں۔ اس رسالہ میں بتایا ہے کہ وید حادث ہیں اور پھر یہ کس طرح تیار ہوئے۔ صفحہ ۱۶ - ار

منتخبات بائبل - اس نہایت نادر رسالہ میں قریباً تمام ضروری مضامین کے متعلق بائبل کی آیات جمع کر دی گئی ہیں۔ جس قدر یہ مجموعہ مفید ہے اسی قدر ارزاں بھی ہے یعنی ۱۰۲ صفحے اور قیمت صرف ۲ پائی۔

مسیحی مادر - ایک مسیحی ماں کے لئے چند ضروری ہدایتیں۔ صفحہ ۳۲ - ۳ پائی۔

مسئلہ تخلیق - پیدائش عالم کا بیان۔ قرآن۔ بائبل اور وید کے رو سے۔ خاصکر ویدوں کا بیان قابل دید ہے۔ صفحہ ۷۰ - ۲ر

مسیح کی موت کے مختلف پہلو - یعنی مسیح کی موت میں کیا کیا فوائد اور راز سربستہ ہیں۔ صفحہ ۱۲۴ - قیمت ۲ر

منارۃ البیضا - مسیح کی آمد اور دجال کے خروج پر مسیحی اور محمدی خیالات اور مرزا صاحب کی تردید۔ از مسٹر اکبر مسیح صفحہ ۸۴ - ۲ پائی۔

مشرق کی نابود شدہ تہذیب - قدیم اقوام فنیکی۔ حتی۔ بابلی۔ خالدی۔ اسوری۔ ایرانی۔ عرب۔ مصری۔ یہودی وغیرہ کی تہذیب کے دلچسپ حالات۔ صفحہ ۱۰۸ - ۴ر

مارکو پولو کا سفرنامہ - تیرھویں صدی کے ایک اطالوی سیاح کی سیاحت کے حالات علمی کتاب ہے صفحہ ۱۸۴ - ۸ر

مسیح کی پیروی کا چوتھا باب صفحہ ۱۰۲ - ۲ر

مجموعہ رسائل اہل اسلام کے لئے - مسٹر جیمس منزو صاحب و ڈاکٹر راؤس صاحب کے ۶ ٹریکٹوں کا مجموعہ صہ ۳ر

محبت الٰہی - از پادری ڈالی صاحب مرحوم۔ دنیا کی پیدائش۔ اہل دنیا کی پرورش اور انسان کی نجات میں خدا کی محبت کے اظہار صفحہ ۵۶ - ۲ر

ملنے کا پتہ
سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

ضرورت

جالندھر مرد مشن میں دو تجربہ کار مناد وں کی ضرورت ہے تنخواہ ۳۰ سے ۵۰ ماہوار تک حسب لیاقت ہوگی درخواستیں مع نقل سرٹیفکیٹ ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء سے پہلے بنام پادری جی۔ ایس جیکب سپرنٹنڈنٹ۔ جالندھر شہر جالندھر آنی چاہئیں ÷

یوئنگ کرسچین ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُنکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیرمسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کتا عہ سے عہ تک گرو کو ذرا عہ سے عہ تک۔ دیگر حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت کر سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ اسکول کے ماسٹر صاحبان اعلیٰ اور تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر: پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔

خدائی کے لائق نہیں۔ اور اگر ہے تو وہی چیز جو علم میں ہے وجود میں آجاتی ہے آپ کہتے ہیں کہ بغیر معلوم کے علم نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہماری حالت ہے۔ مگر خدا کی حالت نہیں کہ وہ آدمیوں کی طرح محتاج ہو۔ آپ پوچھتے ہیں کہ خدا نے کس کس کو کہا آپ ہی ثابت کریں کہ کیا خدا بیٹے اور روح القدس کو کہتا ہوگا۔ آپ کیوں وہ اعتراض کرتے ہیں جو آپ پر بھی پڑتا ہو۔ آپ تو مجھے خارستان کو لے جانا چاہتے ہیں۔ مگر میں آپ کو جنت کی طرف لے جا رہا ہوں۔

خاؔن

خدمتِ خدا

معزز حضرات آپ پادری ایم۔ ای وگرم صاحب مشنری سی ایم ایس کے نام نامی اور اسم گرامی سے بخوبی واقف ہونگے۔ جو کہ ایک عرصہ دراز سے صوبہ سرحدی شمالمغربی کے مختلف مقامات میں خدمت خدا کر رہے ہیں۔ صاحب موصوف لائق احترام ۴ دسمبر ۱۹۲۵ء سے پشاور میں مقیم اور یہاں کے انچارج مشنری ہیں۔ اس عرصہ قلیل میں جو آنصاحب نے خدمت خدا کی ہے۔ لائق تعریف وتحسین ہے۔ مگر افسوس کہ بندہ کا کلکِ خام ان کی تعریف وتوصیف کی تاب نہیں رکھتا۔ مگر خیر بصورت اختصار ہی سہی۔ قصہ کوتاہ آپ نے چارج لیتے ہی مختلف جگہوں میں خداوند یزال کا کام نہایت سرگرمی سے شروع کر دیا ہے اور لطف یہ کہ جناب کی میم صاحبہ بھی گھر گھر پھر کر منادی کر رہی ہیں یعنی ایک طرف جناب پادری صاحب اور دوسری طرف میم صاحبہ پیغام نجات پہنچا کر فرضِ خود ادا کر رہی ہیں۔ چنانچہ آپ کے کام پاک کی مختصر سی تفصیل یہ ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۲۶ء کو آپ کے دستِ مبارک سے ۱۳ اشخاص بپتسمہ پا کر مشرف بامسیحیت ہوئے اور ۷ فروری ۱۹۲۶ء کو پھر ۴ اور واقعہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو ۳۳ حضرات نے بپتسمہ پایا۔ کل ۷۸ ہوئے۔ الحمد للہ اور خدا کے فضل سے ۱۳۳ متلاشی ہیں کہ جنکو تعلیم دی جا رہی ہے۔

اس کے علاوہ آپ اور آپ کی میم صاحبہ دنیاوی تعلیم کا بھی بہت خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کثیر لڑکے لڑکیاں اسکول میں داخل کرا دیے ہیں۔ مگر کلیسیا چونکہ بفضلِ خدا روز بروز بڑھ رہی۔ اس لئے جناب دو نئے گرجوں کے واسطے بھی ساعی وکوشاں ہیں۔ یعنی ایک صدر پشاور اور ایک واقعہ محبت پورہ نزد لاہوری دروازہ پشاور۔ مذہبی واقفیت اور مناظرہ وبحث کے لئے ہر ایک مسیحی برادر کو آپ ٹرینڈ کر رہے ہیں اور وہ یوں ہے کہ آپ نے دو انجمنیں قائم کی ہیں۔ چنانچہ ہر دو انجمنوں میں کرسئی صدارت کو زینت بھی آپ ہی بخشتے ہیں۔ اور گاہ صدارت کو چھوڑ کر مناظرہ میں بھی اتر آتے ہیں جس سے آپ کے مذہبی جوش کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ خداوند خدا ایسے حضرات کو تا دیر قائم رکھے۔ جو کہ روحوں کو بچانے کی کوشش وفکر اور غربا برادران کی مدد کے لئے بھی تیار ہیں۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداوند کی روح پاک تمام بپتسمہ شدہ بھائی بہنوں کے شامل حال ہو تاکہ وہ جو تا حال شیطان کے پھندوں میں ہیں چھڑا کر مصلوب کے پاس لا دیں اور تاجِ حقیقی انہیں مسیح پا دیں۔

ورنگہ دار فرضِ خود را علی الدوام
نیست غوری اعتماد بر زندگی

غلام حسن غوری۔

غازی عبدالرحمن شہید - آپ کو بچپن میں بزرگوں سے اس درجہ محبت اور عقیدت تھی کہ آپ کے چھوٹے چھوٹے بھائی بہن آپ کو "ترکی لالہ" کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

مصیبت میں صبر

تمہیں مصیبت میں صبر کرنا ضرور ہے۔ تاکہ خدا کی مرضی پوری کر کے وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کرو۔ عبرانیوں ۱۰ باب ۳۶ آیت۔

دکھ۔ درد۔ تکالیف اور مصائب زندگی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ تمام دنیا بھر میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا دل ان کانٹوں سے نہ چھدا ہو۔ کوئی بھی ایسا نہیں جس نے اپنی آنکھوں سے درد کے ساتھ آٹھ آٹھ آنسو نہ بہائے ہوں۔ کوئی بھی ایسا نہیں جس کے خیال نے مصیبت کے وسیع دائرے کے گرد گردش نہ کی ہو اس مصیبت کے کم کرنے اور اس سے بچنے کے لئے ہر ایک نے کم وبیش کوشش کی اور ایسی ترکیبیں کیں ایسے وسائل بہم پہنچائے۔ ایسے طریقے پکڑے کہ جن سے دائمی خوشی حاصل ہو۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ اُن کے راستے میں دوسرا کچھ ہے۔ وہ ان کھڈوں اور پہاڑوں کو جنکو دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔ جو اُن کے راستے میں ہیں نہیں جانتے بلکہ اندھا دھند چلتے ہیں۔ چنانچہ بعض اشخاص نے خدا کی مرضی چھوڑ کر ایک نیا دلی راستہ جس میں خواہشات نفسانی کی تکمیل کے سوا کچھ نہیں پکڑا اور نقصان کے سوا کچھ نہ پایا۔ بعض نے اچھا کھانے پینے اور پہننے کو خدا بنایا اور صرف اُسی کی پرستش کی بعض کو خواہش دولت وشہرت نے خدائے پاک کی حمد وستائش سے ہٹا کر لکشمی دیوی کی پوجا کرائی اور اس کے حاصل کرنے کے لئے اُنہوں نے تمام خدائی کو خاک میں ملا دیا۔

حاصل ہوا نہ اُن کو جاہ دشمن کا پانی
برسوں پھرا کئے تھے کندھے پہ ڈول ڈالے

پر اُن کو کبھی حقیقی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ وہ دنیا کی ام چند روزہ خوشی بے بنیاد شادمانی اور خام خیال میں مستغرق رہے اور وہ اسی نشے میں تمام مصائب

اور اُسکے نصیحت آمیز اسباق سے بے بہرہ رہے۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس مصیبت سے نکلنے کی کوئی راہ ہے یا نہیں۔ کیا کوئی ایسا انتظام نہیں جو اس تباہی سے نجات دے۔ کیا دائمی خوشی۔ پائیدار بہبودی۔ دائمی امن۔ آرام فضول خیال ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں یہ خواب نہیں ہیں۔ یہ خیال خام نہیں ہیں۔ یہ باتیں بے بنیاد نہیں ہیں۔ ان کے حصول کا ایک طریقہ ہے۔ کہ جس سے مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ ایک ترکیب ہے جس سے رنج بیماری۔ افلاس اور لعنت کا نام تک نہیں رہتا۔ ایک ایسا وسیلہ ہے کہ جس سے دائمی خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ ایک ایسا راہ ہے کہ جس سے دائمی آرام اور پائیدار بہبودی میسر ہو جاتی ہے۔ ایک ایسا عمل ہے کہ جس سے لعنت کے بجائے برکت ملتی ہے ایک فعل ہے کہ جس سے امن کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اس کا آغاز یہ ہے کہ پہلے مصیبت کی ماہیت اور اصلیت کو دریافت کیا جائے۔ اس کا ٹھیک پتہ لگایا جائے۔ اُس کے انجام پر غور کیا جائے . . . . اس سے سبق حاصل ہو اس کی قدر کی جائے۔

مصیبت میں چلانا۔ خدا پر طعن کرنا فضول ہے بلکہ اس کے عوض یہ چاہیے کہ اُس کی اصلیت پر غور کیا جائے اُس کی جڑ کا نقص معلوم کیا جائے۔ اس کی تحقیق کی جائے کہ یہ دکھ کیوں ہے اور جس مصیبت کے تجربے میں تم قید ہو دریافت کرو اس میں تم کیوں مقید ہو۔ کس طرح گرفتار ہو۔ اس سے کیونکر نجات حاصل ہو سکتی ہے اُس سے کیا سبق ملتا ہے

اب وہ وقت ہے کہ ہم غور کریں اور مصیبت میں صبر کرتے ہوئے خدا کی مرضی پوری کر کے وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کریں۔

اس حالت میں لعن طعن کرنا بڑبڑانا بےعقلی ہے۔

بلکہ ناشکرائی چھوڑ کر خدا کی کامل اطاعت اختیار کرنا مفید ہے اور انکساری۔ فروتنی تحمل سے گناہ پر پشیمان ہو کر خدا کی مرضی کے تابع ہونا ہی مصیبت سے خلاصی پانے کا راز ہے۔ کیونکہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ مصیبت کے بعد لا انتہا درجے کی خوشی اور دکھ کے بعد امن میسر ہوتا ہے اور جو شخص سیکھنا چاہتے ہیں اُن کے لئے مصیبت ایک ہادی۔ معلم کا کام دیتی ہے۔ ایک عالم کا قول ہے کہ ہر ایک مصیبت کا مدعا اصلاح کرنا اور کسی نہ کسی گناہ سے باز رکھنے کا ہوتا ہے۔ اور اسی لئے بعد اصلاح کے مصیبت ہمیشہ کے لئے نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ پولس رسول رومیوں کو لکھتا ہے کہ امید میں خوش مصیبت میں صابر دعا مانگنے میں مشغول رہو۔

پس تمام مصائب گناہ کے باعث نازل ہوتے ہیں۔ یہ مصائب انسان کو مہلک خطرہ سے آگاہ کیا کرتے ہیں۔ غافل کو جگایا کرتے ہیں۔ بھولے بھٹکے کو اُس کی گمراہی کے ہولناک نتائج سے آگاہ کیا کرتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک شخص کو مصیبت میں صابر ہونا چاہئے۔ اور امید رکھنی چاہئے کہ رات کی تاریکی کو دور کرنے کے بعد جس طرح ہم اُجالے میں اُٹھتے ہیں۔ اسی طرح مصیبت کے بعد خوشی اور پاکیزگی ضرور حاصل ہوگی۔

پس جو شخص اپنی مصیبتوں سے رہائی چاہتا ہے وہ مصیبتوں میں صبر کرنا سیکھے۔ مصیبت سہنے میں استقلال کی نعمت حاصل کرے تاکہ مصیبت پروف بن جائے وہ شخص جو مصائب میں دیر تک زندہ رہ سکتا ہے اس کی زندگی کی خوشی اور آرام کے کچھ معنے ہیں اُسکا حق ہے کہ وہ دنیا میں دیر تک زندہ رہے۔ اگر مصائب کی زندگی میں صبر کرنے والا اس دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا تو عیش و آرام کے کیڑوں کا ہرگز یہ حق نہیں کہ دنیا میں زندہ رہیں۔ والسلام۔

جان دانی ایل امام دین۔

ضرورت ۳/۴

ایک مسیحی پنجابی گاؤں کے پرائمری مدرسے کے لئے ایک مسیحی اُستانی کی ضرورت ہے یا ایسا مدرس جس کی بیوی اُستانی کا کام کر سکے۔ تاکہ وہ دونوں لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے میں کام کر سکیں۔ درخواستوں میں لیاقت اور تنخواہ کا ذکر کیا جائے۔ درخواستیں ڈبلیو۔ ای کارٹر صاحب شانتی نگر خانیوال کے نام آنی چاہئیں۔

ضرورت

منٹگمری کے لڑکیوں کے مڈل مدرسہ کیلئے ایک ایس وی یا جے۔ اے۔ وی سیکنڈ خادمہ (عورت) کی ضرورت ہے۔ جسے ہندی کا علم ہو تنخواہ ۵۵-۳-۷۰ ملیگی امیدوار کو اپنی درخواستیں سکریٹری میونسپل کمیٹی منٹگمری کے نام ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء تک روانہ فرمانا چاہئے۔

المشتہر:۔ سکریٹری میونسپل کمیٹی منٹگمری۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۲

(۱) دمہ خشک ہو یا تر نیا ہو یا پرانا مجرب اور خرطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

(۲) ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت ایک روپیہ (عہ) فی شیشی

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تیسرے چوتھے بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این ادبیڈا یہ خورجہ ضلع بلند شہر۔

عید الفطر کا تیوہار ہندوستان میں خیر و عافیت سے گذر گیا۔

پادری ڈبلیو۔ بی کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔